محمد ابن اسحاق اور فن مغازی

مولانا عبدالمتین ندوی
(استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

محمد ابن اسحاق کی کنیت ابوبکر المخرمی ہے مغازی وسیرت میں اصول الاصول کی حیثیت رکھتے ہیں مدینے میں سن ۸۵ ہجری میں پیدا ہوئے، لیکن خاندانی اعتبار سے وہ مدینے کے نہ تھے، ان کے دادا یسار کو خالد ابن ولید نے سبی عین التمر سے سن ۱۲ ہجری میں قید کر کے مدینے لائے تھے:

یسار من سبی عین التمر من موالی قیس ابن مخرمۃ ابن عبد المطلب ابن عبد مناف۔(۱)

یسار سبی عین التمر کے رہنے والے تھے، اور قیس ابن مخرمۃ ابن عبد المطلب ابن عبد مناف کے موالی میں سے تھے۔

محمد ابن اسحاق کی نشو ونما مدینے میں ہوئی مدینہ چونکہ اس زمانے میں مرکز علم تھا اور بڑے بڑے اساطین علم وفن اپنی ضیا بار کرنوں سے سرزمین مدینہ کو منور کیے ہوئے تھے، محمد ابن اسحاق نے انہی پرنور فضاؤں میں پرورش پائی اور وہیں کے ساختہ و پرداختہ تھے، اسلئے بڑے بڑے اساتذہ فن کے سامنے زانوتلمذ طے کیا، جن میں سرفہرست عبدالرحمن ابن الاسود ابن یزید النخعی م ۹۹ ہجری، عطا ابن ابی رباح م ۱۴۴ ہجری، عکرمہ ابن خالد ابن العاص م ۱۱۵ ہجری، ابورجا یزید ابن ابی حبیب الازدی م ۱۳۸ ہجری، امام کیسان ابوسعید المقبری م ۱۲۵ ہجری، امام حجاز وشام محمد ابن مسلم ابن شہاب الزہری م ۱۲۳ یا ۱۲۴ ہجری، قاسم ابن محمد م ۱۰۶ ہجری، ابوعبداللہ ابن ابی مسلم الھزلی المشھور بمکحول الشامی م ۱۱۳ یا ۱۱۴ ہجری، ابومحمد نافع ابن جبیر ابن مطعم ابن عدی م ۹۹ ہجری، محمد ابن المنکدر ابن عبداللہ التیمی م ۱۳۰ ہجری، محمد ابن ابراہیم ابن الحارث التیمی م ۱۲۰ ہجری، ابوعبید ابن ابی حمید الطویل م ۱۴۳ ہجری، عبادہ ابن ولید ابن عبادہ ابن صامت م ۱۰۱ ہجری، ابوجعفر محمد ابن علی ابن حسین رضی اللہ تعالی عنہ م ۱۱۴ ہجری، ابوابراہیم عمر ابن شعیب ابن محمد السھمی م ۱۱۸ ہجری، سعد ابن ابراہیم ابن عبدالرحمن زہری م ۱۲۵ ہجری، ابراہیم ابن عقبہ ابوعیاش الاسدی م ۱۴۱ ہجری۔

یہ ابن اسحاق کے مشہور اساتذہ ہیں جن سے انہوں نے سماعت کی ان کے علاوہ اور بہت سارے اساتذہ ہیں جن کے چشمہ صافی سے سیرابی حاصل کی، جب محمد ابن اِسحاق نے اپنی عمر کی تین دہائیاں مکمل کرلیں تو سن ۱۱۵ ہجری

میں اسکندریہ کا رخ کیا اور یہاں یزید ابن حبیب سے سماعت حدیث کی، وہاں سے پھر مدینے آ گئے، اور وہاں ان حدیثوں کو جمع کرنے لگے جن کا تعلق مغازی سے تھا اور اس کی وجہ سے آپ کو اس درجہ شہرت ملی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے امام یہ فرماتے ہیں۔

من أراد ان يتبحر في المغازي فهو عيال على ابن اسحاق۔(۲)

اگر کسی کو فن مغازی میں مہارت حاصل کرنی ہو تو وہ محمد ابن اسحاق کا محتاج ہوگا۔

مدینے ہی میں آپ کی ملاقات سفیان ابن عینہ سے بھی ہوئی آپ نے ان سے بھی کسب فیض کیا، مدینے میں محمد ابن اسحاق بعض حاسدوں کے حسد کا شکار ہو گئے اور آپ پر قدر کا الزام لگایا گیا جس کے نتیجے میں آپ کو مدینہ چھوڑنا پڑا، حالانکہ اس الزام کے پیچھے حقیقت کچھ بھی نہیں تھی:

قال الذهبي قال محمد بن عبد الله بن النمير رمي بالقدر و كان أبعد الناس منه۔(۳)

امام ذھبی فرماتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن النمیر کہتے ہیں کہ محمد ابن اِسحاق پر قدر کا الزام لگایا گیا، حالانکہ وہ اس سے بہت دور تھے۔

چونکہ ابن اسحاق مغازی کی روایتیں جمع کر رہے تھے جن میں بعض ان لوگوں سے بھی روایتیں لیں جو قدری تھے مثلاً غیلان الدمشقی القدری، مغازی کے باب میں اس طرح کی بے احتیاطی سے شاید ہی کوئی محفوظ ہو۔

۱۳۲ ہجری میں بغداد چلے آئے، بغداد میں قیام کے دوران جزیرہ کوفہ اور رے کے اسفار کیے اور وہاں کے علماء سے اپنی علمی تشنگی کو شاد کام کیا اور ۱۴۶ ہجری میں بغداد پھر لوٹ آئے،

قال فؤاد سزكين و اضطر بعد ذلك إلى أن يهاجر إلى بغداد و اقام فترة قصيرة في الجزيرة و في الكوفة و في الري ثم عاد سنة ۱۴۶ من الهجرة إلى بغداد۔(۴)

فؤاد سزکین کہتے ہیں اور اسکے بعد بغداد کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، اور انہوں نے ایک مختصر مدت جزیرہ، کوفہ اور رے میں بھی قیام کیا، پھر سن ۱۴۶ھ میں بغداد لوٹ آئے۔

خیر الدین زرکلی کا بیان ہے کہ محمد ابن اسحاق نے بغداد میں مستقل قیام کا ارادہ کر لیا اور وہیں سن ۱۵۱ ہجری میں وفات ہوئی اور خیزران کے مقبرے میں تدفین ہوئی:

سكن بغداد فمات فيها و دفن بمقبرة الخيزران أم الرشيد۔(۵)

کتاب المغازی کے تالیف کی وجہ

جب عباسی حکومت قائم ہوگئی اور حالات نے سکون کی سانسیں لینی شروع کی تو محمد ابن اسحاق نے مختلف شہروں کا دورہ کیا جس میں عراق کوفہ جزیرہ رے اور بغداد شامل ہیں، بغداد میں ان کی ملاقات خلیفۂ وقت ابو جعفر منصور سے

ہوئی اس نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے ایک ایسی کتاب لکھنے کی درخواست کی جس میں آدم علیہ السلام کی آفرینش سے لے کر اس کے دور تک کے واقعات ہوں، خلیفہ کا حکم تھا اور ابن اسحاق کی دلچسپی کا سامان بھی تھا چنانچہ وہ اس کام میں جٹ گیے اور جلد ہی ایک ایسی کتاب تیار کر دی جو تھی تو کام کی لیکن کتاب طویل ہوگئی اس لیے منصور نے اس کو شاہی کتب خانے میں داخل کر دیا اور اس کو مختصر کرنے کا حکم دیا، وہی اختصار آج ہمارے سامنے ہے جو مغازی ابن اسحاق کے نام سے مشہور و متداول ہے، اس اعتبار سے یہ کتاب سیرت کے موضوع پر پہلی اور قدیم ترین کتاب ہے اور اس کتاب نے گویا کہ ابن اسحاق کو حیات دوام عطا کر دی بقول مولانا عبداللہ عباس ندوی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پاک کے فرش سے اٹھے تو عزت و سرفرازی کے عرش تک پہنچ گئے۔(۵)

یہاں یہ ذکر کر دینا فائدے سے خالی نہیں ہوگا کہ مستشرقین نے محمد ابن اسحاق پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب عباسی خلفاء کے دباؤ میں تحریر کی اس کی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان کو یہ روایت بیان کرنے پر مجبور کیا جس میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی وہ فرماتے ہیں

من لقي عباس بن عبد المطلب فلا يقتله فانما خرج مستكرها۔(٦)

غزوۂ بدر میں جو قیدی پکڑے گئے ان میں عباس ابن عبد المطلب بھی تھے، جس کسی کی ملاقات عباس ابن عبد المطلب سے ہو تو انکو کوئی قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً نکلے ہیں۔

احمد امین اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مستشرقین کا یہ اعتراض اس وقت درست ہوتا جب ابن اسحاق کے شاگردوں نے عباسی خلیفہ منصور کے ملنے سے پہلے یہ روایت ان سے نہ کی ہوتی جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس طرح کی روایت بیان کرنے میں ابن اسحاق پر کسی طرح کا سیاسی دباؤ نہیں تھا۔

قد بحث بعض المستشرقين في احتمال تأثر ابن إسحاق بالعباسيين لاتصاله بالمنصور وذكر مثلا على ذلك موقف العباس في غزوة بدر وهو جد العباسيين فقد ذكر ابن اسحاق انه حارب في بدر مع المشركين ولكنه لطف ذلك فزعم انه كان مكرها وروى في ذلك حديثا عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من لقي عباس بن عبد المطلب فلا يقتله فانما خرج مستكرهاً ورد عليه اخرون بأن بعض تلاميذ ابن إسحاق في المدينة وهو ابراهيم بن سعد روى عنه خبرا كهذا قبل اتصاله بالعباسيين۔(٧)

بعض مستشرقین نے اس بات پر اعتراض کیا ہیکہ محمد ابن اِسحاق کی جب منصور سے ملاقات ہوئی تو وہ عباسیوں سے متأثر ہو گئے، اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ عباسیوں کے جد امجد عباس رضی اللہ تعالی عنہ جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھے لیکن ان کے ساتھ لطف کا معاملہ کیا گیا اور یہ کہا کہ وہ جبراً جنگ بدر میں آئے تھے اور اس سلسلے میں ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کر دی جس میں

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کی ملاقات عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہو ان کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ جنگ میں جبرا نکلے ہیں اس پر بعضوں نے یہ جواب دیا کہ مدینے میں محمد ابن اسحاق کے بعض شاگرد جن میں ابراہیم ابن سعد ہیں انہوں نے ابن اسحاق سے یہ روایت عباسی خلیفہ منصور سے ملنے سے پہلے روایت لی۔

محمد ابن اسحاق محدثین کی نظر میں

محمد ابن اسحاق کی حیثیت محدثین کی نظر میں مختلف فیہ رہی ہے اگر ایک طرف محمد ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث شعبہ کہتے ہیں:

لو كان لي سلطان لأمرته على المحدثين۔(۸)

اگر میرا بس چلتا تو میں محمد ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث بنا دیتا۔

اسی طرح سے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

محمد ابن اسحاق ثقة ثقة ثقة۔(۹)

امام زہری فرماتے ہیں:

لا يزال بالمدينة علم ما دام هذا الأحول بالمدينة۔(۱۰)

دوسری طرف امام دار ہجرہ مالک ابن انس فرماتے ہیں:

انه دجال من الدجاجلة۔(۱۱)

اسی طرح سے ہشام ابن عروہ ان کو کذاب کہتے ہیں۔(۱۲)

جہاں تک بات رہی امام مالک کے جرح کی تو اس میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس کی بنیاد پر یہ کہا جائے کہ ان کا محمد ابن اسحاق پر جرح کسی دینی بنیاد پر ہے، امام مالک کے قول کو لے لیجئے ان کا ابن اسحاق پر طعن کی دو وجہیں ذکر کی گئی ہیں ایک وجہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

مبيناً سبب التنافر بين مالك وابن اسحاق ولا اعلم ان احدا انكر ان مالكا ومن ولده كانوا حلفاء بني تيم ابن مره من قريش ولا خالف فيه الا محمد بن اسحاق زعم ان مالكا وآبائه وأجداده واعمامه موالي لبني تيم ابن مره هذا هو السبب لتكذيب مالك لمحمد بن اسحاق وطعنه عليه۔(۱۳)

امام مالک اور ابن اسحاق کے مابین منافرت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس بات سے انکار کیا ہو کہ امام مالک اور انکے آباء واجداد بنی تیم ابن مرۃ کے حلیف تھے اور اس سلسلے میں محمد ابن اِسحاق کے علاوہ کسی نے مخالفت نہیں کی، ابن اِسحاق کا کہنا یہ ہیکہ امام مالک

اور انکے آباء واجداد تیم ابن مرہ کے موالی میں سے تھے، اسی وجہ سے امام مالک نے محمد ابن اِسحاق کی تکذیب کی اور ان پر طعن کیا۔

دوسری وجہ جب امام مالک کی کتاب موطا منصّۂ شہود پر آئی تو انہوں نے کہہ دیا میرے سامنے مالک کے علوم پیش کرو، میں اسکا علاج کرتا ہوں، تو اس پر امام مالک نے کہا کہ دیکھو ان کو یہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

قال ابن ادریس کنت عند مالک فقال رجل کنت بالری عند عبیداللہ وزیر المھدی فقال ابن إسحاق ھا تو ا أعرضو علیّ علوم مالک فإنی أنا بیطارھا فقال مالک إنہ دجال من الدجاجلۃ۔ (۱۴)

محمد ابن ادریس کہتے ہیں میں امام مالک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص کہنے لگا کہ میں رے میں المھدی کے وزیر عبید اللہ کے پاس تھا کہ محمد ابن اِسحاق کہنے لگے کے مالک کے علوم پیش کرو، میں اسکا علاج کرتا ہوں، اس پر امام مالک نے کہا کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

محمد ابن اسحاق پر دوسرے بڑے معترض و ناقد ہشام ابن عروہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ محمد ابن اسحاق جھوٹا ہے اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے میری بیوی فاطمہ بنت منذر سے روایت بیان کی جبکہ وہ میرے گھر بیاہ کر آئی اور اس کی عمر صرف ۹ سال کی تھی اور مرتے دم تک اسکی کسی غیر محرم سے ملاقات نہیں ہوئی پھر اس نے کیسے دعوی کیا کہ اس نے میری بیوی سے روایت کی اس کا مطلب ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

لیکن اگر اس واقعے کی گہرائی میں جائیں تو معاملہ کچھ اور نظر آئے گا پہلی بات تو یہ ہے کہ فاطمہ بنت منذر سے تنہا محمد ابن اسحاق روایت کرنے والے نہیں ہیں، ان سے محمد ابن سوقہ نے بھی روایت کی ہے دوسرے یہ کہ ہشام ابن عروہ نے جب فاطمہ بنت منذر سے شادی کی اس وقت ان کی عمر ۳۰ سال سے متجاوز تھی اور وہ ہشام ابن عروہ سے ۱۳ سال بڑی تھی اور جس وقت محمد ابن اسحاق نے فاطمہ بنت منذر سے روایت کی، ان کی عمر ۵۰ سال سے زائد تھی اور ابن اسحاق اس وقت لڑکے تھے۔

اس سلسلے میں حافظ ذھبی نے دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے وہ یہ کہ ابو قلابہ رقاشی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو داؤد سلیمان ابن داؤد نے بیان کیا کہ یحیٰ القطان کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ابن اسحاق جھوٹا ہے میں نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم کہ وہ جھوٹا ہے کہنے لگے مجھ سے وھیب نے بتایا میں نے وھیب سے معلوم کیا کہ آپ کو کیسے معلوم کہ وہ جھوٹا ہے کہنے لگے کہ مجھ سے مالک ابن انس نے بیان کیا میں نے مالک ابن انس سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم کہ محمد ابن اسحاق جھوٹا ہے تو جواب میں کہنے لگے کہ مجھ سے ہشام ابن عروہ نے بیان کیا، میں نے ھشام ابن عروہ سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم کہ محمد ابن اسحاق جھوٹا ہے کہنے لگے کہ وہ میری بیوی سے روایت بیان کرنے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ وہ میرے گھر بیاہ کر کے آئی جب کہ وہ صرف نو سال کی تھی اور مرتے دم تک اس کو کسی غیر محرم مرد نے نہیں دیکھا:

قال أبو قلابة الرقاشي حدثني أبو داؤد سليمان بن داؤد قال يحي ابن سعيد القطان أشهد أن محمدابن إسحاق كذاب، قلت: وما يدريك؟ قال قال لي وهيب فقلت لوهيب وما يدريك؟ قال: قال لي مالك بن انس، فقلت لملك ومايد ريك ؟ قال: قال لی هشام ابن عروة، قال: قلت لهشام ابن عروة، ومايدريك؟ قال حدث عن امرأتي فاطمة بنت المنذر وأدخلت عليّ وهي بنت تسع وما رآها رجل حتى لقيت الله تعالى۔(۱۵)

ابو قلابہ رقاشی کہتے ہیں مجھ سے ابوداؤد سلیمان ابن داؤد نے بیان کیا کہ یحی ابن سعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ابن اسحاق جھوٹا ہے، میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ کہنے لگے مجھ سے وہیب نے کہا، میں نے وہیب سے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک ابن انس نے بیان کیا، میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم؟ کہنے لگے مجھ سے ہشام ابن عروہ نے کہا میں نے ہشام ابن عروہ سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم؟ کہنے لگے کہ میری بیوی فاطمہ بنت منذر سے وہ حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ وہ میرے پاس بیاہ کر آئی اور وہ صرف نو سال کی تھی اس کے بعد کسی مرد نے اس کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اللہ کی پیاری ہوگئی۔

اہل انصاف بتائیں کہ کیا اتنی سی بات پر کسی بھی اہل علم کو کذاب یا دجّال کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کی تصدیق وتوثیق بڑے بڑے ائمہ حدیث کرتے ہوں۔

حافظ ذھبی کہتے ہیں ہشام ابن عروہ کا قسم کھانا اپنی جگہ پر درست ہے کہ کسی مرد نے ان کو نہیں دیکھا لیکن جو روایت کرنے کا دعوی کر رہے ہیں وہ یہ تو نہیں کہہ رہے ہیں کہ میں نے ان کی بیوی کو دیکھا ہے۔(۱۶)

ابن اسحاق کی تصدیق وتوثیق کرتے ہوئے علی ابن مدینی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ابن اِسحاق کی حدیثیں صحیح ہیں، جہاں تک بات رہی ان پر امام مالک کے کلام کی تو وہ کوئی حجت نہیں ہے، کیونکہ نہ امام مالک نے ان کی مجالست اختیار کی اور نہ ہی امام مالک نے ابن اِسحاق کو جانا، اور پھر انہوں نے مدینے میں کون سی ایسی روایت بیان کردی جسکی وجہ سے انکو مطعون کیا جائے، اسی طرح سے ہشام ابن عروہ کی بھی بات کوئی حجت نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ انہوں نے انکی بیوی سے سماعت کی ہو اور ابن اِسحاق چھوٹے ہوں۔

وقال يعقوب ابن شيبة سألت ابن المدينى عن ابن إسحاق، قال حديثه عندي صحيح، قلت فكلام مالك فيه؟ قال: مالك لم يجالسه، ولم يعرفه، وأي شيء حدث بالمدينة؟ قلت: فهشام بن عروه قد تكلم فيه؟ قال الذي قال هشام ليس بحجّة لعله دخل على إمرأته وهو غلام فسمع منها وإنّ حديثه يتبين فيه الصدق۔(۱۷)

یعقوب ابن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے علی ابن المدینی سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک محمد ابن اسحاق کی

حدیث کیسی ہے تو انہوں نے کہا میرے نزدیک صحیح ہیں میں نے کہا امام مالک نے جوان پر کلام کیا ہے کہنے لگے کہ نہ انہوں نے ابن اسحاق کی مجالست اختیار کی اور نہ ہی امام مالک نے ان کو جانا اور پھر ابن اسحاق نے مدینے میں کون سی ایسی روایت بیان کردی پھر میں نے کہا کہ ہشام ابن عروہ نے جوان پر کلام کیا ہے؟ تو علی ابن المدینی کہنے لگے کہ ہشام نے جوان پر کلام کیا وہ کوئی حجت نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ ان کی بیوی سے اس وقت روایت کی ہو جب وہ چھوٹے رہے ہوں، اور انکی حدیث میں سچائی ظاہر ہوتی ہے۔

پھر ان سے روایت کرنے والے تنہا محمد ابن اسحاق نہیں ہیں محمد ابن سوقہ نے بھی روایت کی ہے۔

محمد ابن اسحاق اور فن مغازی

فن مغازی میں ابن اِسحاق کے ٹکر کا انکے زمانے میں کوئی نہیں تھا، اسکا اعتراف انکے زمانے کے بڑے بڑے ائمہ اور محدثین نے کیا ہے جن میں امام شافعیؒ، امام زہریؒ، علی ابن المدینیؒ، ابن عدیؒ، امام بخاریؒ، امام احمد ابن حنبلؒ وغیرہ شامل ہیں:

قال ابو بكر الهذلي سمعت الزهري يقول: لا يزال بالمدينة علم جم ما دام فيها ابن إسحاق۔ (۱۸)

امام زہری فرماتے ہیں مدینے میں علم مغازی برابر جاری رہے گا جب تک محمد ابن اسحاق وہاں رہیں گے۔

امام زہری دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وقال الزهري وسئل عن مغازيه، فقال: هذا أعلم الناس بهذا يعني ابن إسحاق۔ (۱۹)

امام زہری سے ابن اسحاق کے مغازی کے بارے میں پوچھا گیا، تو کہنے لگے، ابن اسحاق فن مغازی میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

اسی طرح سے ابن حبان کہتے ہیں فن مغازی میں یا اس کو جمع کرنے میں ابن اسحاق کے ٹکر کا کوئی شخص مدینے میں نہیں تھا، وہ واقعات کو بیان کرنے میں سب سے بہتر شخص تھے۔ (۲۰)

ابو زرعہ رازی ابن اسحاق کی تعریف وتوصیف یوں فرماتے ہیں:

قال ابو زرعة الرازي: وابن إسحاق قد أجمع الكبار من أهل العلم على الأخذ عنه، وقد اختبره أهل الحديث فراؤا صدوقا وخيرا۔ (۲۱)

ابو زرعہ رازی کہتے ہیں محمد ابن اسحاق ایسے شخص ہیں جن سے روایت لینے میں تمام بڑے اہل علم متفق ہیں اہل مدینہ نے جب ان کے حافظے کو جانچا تو صدوق اور بہتر پایا۔

وہ مزید فرماتے ہیں:

وقد ذاكرت دحيماً قول مالك فيه فرأى أن ذالك ليس للحديث انما هو اتهمه بالقدر۔ (۲۲)

ابوزرعہ کہتے ہیں میں نے دحیم سے محمد ابن اسحاق کے سلسلے میں امام مالک کے قول کو ذکر کیا تو کہنے لگے وہ حدیث کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ان پر انہوں نے قدر کا الزام لگایا۔

مختلف مواقع پر ابن شہاب زہری نے محمد ابن اسحاق کی تعریف وتوثیق میں جو کلمات کہے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ایک موقع پر فرمایا:

لایزال بالمدینة علم مابقی هذا اعنی ابن اسحاق۔(۲۳)

مدینے میں علم مغازی اس وقت تک باقی رہے گا جب تک ابن اسحاق مدینے میں ہیں۔

ایک دفعہ فرمایا:

لایزال بالمدینة علم جم مادام فیهم ابن اسحاق۔(۲۴)

جب تک محمد ابن اسحاق مدینے میں ہیں مدینہ علم سے معمور رہے گا۔

ایک دفعہ ابن اسحاق کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے سرزمین حجاز میں بہت زیادہ علم رہے گا یعنی علم مغازی جب تک یہ کرنجا یعنی ابن اسحاق رہے گا۔(۲۵)

مشہور محدث ابن عدی کہتے ہیں:

ولو لم یکن لإبن إسحاق من الفضل إلّا أنه صرف الملوک عن الاشتغال بکتب لا یحصل منها شیئ إلی الاشتغال بمغازی رسول الله صلی علیه وسلم۔ ومبعثه ومبتدأ الخلق لکانت هذه الفضیلة سبق بها ثم من صنف بعده قوم آخرون فلم یبلغوا مبلغ ابن إسحاق منها۔(۲۶)

ابن عدی کہتے ہیں محمد ابن اسحاق کا کوئی کارنامہ نہ ہو ان کا صرف یہ کارنامہ کافی ہے کہ انہوں نے بادشاہوں کو ان کتابوں سے بیزار کر کے جن کا کچھ حاصل نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور مغازی اور آپ کی بعثت اور ابتدائے افرینش کے واقعات میں مشغول کر دینا ہی بہت بڑا کارنامہ ہے ان کے بعد بہت سوں نے سیرت ومغازی پر کتابیں لکھیں لیکن جو شہرت و بلندی ابن اسحاق کو حاصل ہوئی کوئی اس درجے کو نہیں پہنچ سکا۔

اسی مفہوم کو علامہ شبلیؒ نے ان الفاظ میں لکھا ہے:

فن مغازی کو ابن اسحٰق نے اتنی ترقی دی اور اس قدر دلچسپ بنادیا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اس قسم کا مذاق رکھتے تھے، ان میں مغازی کا مذاق پیدا ہوگیا، چنانچہ ابن عدی نے اسی احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے، ابن عدی نے لکھا ہے کہ اس فن میں کوئی تصنیف ان کی تصنیف کے رتبہ کو نہیں پہونچتی۔(۲۷)

ابن عدی مزید کہتے ہیں کہ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ محمد ابن اِسحاق فن مغازی میں مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں البتہ بعض چیزوں میں شذوذ رکھتے ہیں لیکن وہ بھی حلال وحرام میں نہیں انکی روایتوں سے استشہاد کیا جاسکتا ہے۔(۲۸)

قال ابن عدی: فتشت أحادیث ابن إسحاق الکثیرة فلم اجد فی أحادیثه ما یتهیأ أن یقطع علیه بالضعف، وربما أخطأ أو وهم کما یخطئ غیره، ولم یتخلف فی الروایة عنه الثقات والأئمة وهو لا بأس به۔(۲۹)

ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے ابن اِسحاق کی بہت ساری روایتوں کی تفتیش کی لیکن مجھے انکی احادیث میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جنکی بنیاد پر انکو ضعیف کہا جائے، البتہ کبھی کبھی غلطی کرتے تھے یا وہم کا شکار ہو جاتے تھے جس طرح دوسرے لوگ غلطیاں کرتے ہیں، لیکن ان سے روایت لینے میں ثقات اور ائمہ پیچھے نہیں رہے، اور ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ذہبی ایک جگہ محمد بن اسحاق کو علم مغازی کا بحر زخار سے تعبیر کرتے ہیں۔(۳۰)

امام ذھبی نیز امام ابو یوسف کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ جو غریب حدیثوں کے پیچھے پڑے گا وہ جھٹلایا جائے گا، امام ابن اسحاق کا سب سے بڑا قصور یہی ہے کہ وہ ہر کس و ناکس سے روایتیں لے لیتے تھے اور اس میں احتیاط نہیں کرتے تھے۔(۳۱)

اخیر میں یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ باوجودیکہ محمد ابن اِسحاق فن مغازی میں امامت کے درجہ کو پہنچے ہوئے تھے اور امام زھری جیسے لوگوں نے اس فن میں آپکے کمال کو تسلیم کیا ہے لیکن امام مالک کے کلام نے انکو ساقط الاعتبار کر دیا، اور ابن اِسحاق کے کلام نے امام مالک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، اسلئے کہ امام مالک کی حیثیت مدینہ میں ثقاہت کے اعتبار سے سکّہ رَائج الوقت کی سی تھی اور محمد ابن اِسحاق کی حیثیت محض ایک تاریخ نویس اور سیرت نگار کی سی تھی۔

حواشی:

۱۔میزان الاعتدال، ج ۳ص:۴۶۸، دار المعرفۃ، بیروت

۲۔ضحي الاسلام احمد امین، ج ۳ص:۳۳۸، لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، القاہرۃ، الطبعۃ الثالثۃ

۳۔میزان الاعتدال جلد ۳ ص ٤٦٩، دار المعرفۃ بیروت

۴۔ تاریخ التراث العربي، ج۱ص:۸۸، ادارۃ الثقافۃ والنشر بالجامعۃ الامام محمد بن سعود، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

۵۔الأعلام، ج۶،ص:۲۸ دار العلم بیروت، معجم المؤلفین عمر رضا کحالہ جلد ۹ ص:۴۴، دار احیاء التراث العربی بیروت و تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۲۱۵ خطیب بغدادی

۵۔تاریخ تدوین سیرت صفحہ ۳۹ ناشر دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد

۶۔المستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر ۵۰۶۵ ودلائل النبوۃ للبیھقی ومعرفۃ الصحابۃ حدیث نمبر ۹۸

۷۔ضحي الاسلام ج ۲ ص ۳۳۰ الطبعۃ الثالثۃ مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر القاہرہ

۸۔میزان الاعتدال، ج ۳،ص:۴۷۳، دار المعرفۃ بیروت

۹۔فتح القدیر،ابن الہمام،ج۱،ص:۱۵۹،دارالکتب العلمیۃ بیروت

۱۰۔سیر اعلام النبلاء،ج۷،ص:۳۶

۱۱۔حوالہ سابق،ج۷،ص:۵۰

۱۲۔میزان الاعتدال،ج۳،ص:۱۷۴،دارالمعرفۃ،بیروت

۱۳۔الانتقاء فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء ص:۱۱،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،الترغیب والترھیب ج۶،ص:۳۵۶

۱۴۔سیر اعلام النبلاء جلد ۷ ص ۵۰،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

۱۵۔میزان الاعتدال ج ۳ ص: ۱۷۴ دارالمعرفۃ،بیروت

۱۶۔سیر اعلام النبلاء،ج۷،ص:۳۸

۱۷۔میزان الاعتدال،ج۳،ص:۱۷۴

۱۸۔سیر اعلام النبلاء ج:۷ ص:۳۶،موسسۃ الرسالۃ بیروت

۱۹۔حوالہ سابق

۲۰۔الاعلام ج۶ ص:۲۸ دارالعلم بیروت

۲۱۔تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی ج:۱ ص:۵۳۷

۲۲۔حوالہ سابق جلد ۱ صفحہ ۵۳۷

۲۳۔سیر اعلام النبلاء،ج۷،ص:۳۶،موسسۃ الرسالۃ،بیروت

۲۴۔حوالہ سابق

۲۵۔حوالہ سابق

۲۶۔سیر اعلام النبلاء ج:۷ ص:۳۶،موسسۃ الرسالۃ،بیروت

۲۷۔سیرت النبی ج۱،ص:۳۱،مقدمہ

۲۸۔تذکرۃ الحفاظ جلد ۱،ص:۱۶۳،دارالکتب العلمیۃ،بیروت

۲۹۔سیر اعلام النبلاء ج۷ ص۴۸،مؤسسۃ الرسالہ بیروت

۳۰۔حوالہ سابق ج۷،ص:۳۵

۳۱۔حوالہ سابق جلد ۷ صفحہ ۵۰